ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ
۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

مسلسل

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

مجمع میں ہر ایک پر سلام وجواب نہیں

عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَۃِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ یُّسَلِّمَ اَحَدُھُمْ وَ یُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَۃِ اَنْ یَّرُدَّ اَحَدُھُمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جماعت کی طرف سے یہ کافی ہے جب گذر رہے ہوں کہ اُن میں سے ایک سلام کرلے اور جماعت کو کافی ہے کہ ان میں سے ایک جواب دے دے۔ اس کو احمدؒ اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

راوی

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں کنیت ابوالحسن اور ابو تراب، نوعمر مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ اس وقت کی عمر میں ۱۵، ۱۶، ۸، ۱۰ سال کے اقوال ہیں۔ ۱۸ر ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ یوم شہادتِ عثمانؓ پر خلیفہ مقرر ہوئے عبدالرحمٰن بن ملجم نے ۱۸ر رمضان ۴۰ھ جمعہ کی فجر میں خنجر مارا اور تین دن بعد شہید ہو گئے۔ عمر مبارک ۶۳، ۶۵ یا ۶۸ یا ۷۰ سال ہوئی ہے۔ دونوں صاحبزادوں حضرات حسنؓ وحسینؓ اور ایک بڑی مخلوق نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا۔

امام احمد کنیت ابو عبداللہ نام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے ستتّر سال کی عمر میں وفات پائی۔ فقہ و حدیث کے امام زہد و عبادت جرح و تعدیل صحیح وضعیف کی تمیز میں مشہور ہے۔ کبھی مجلس میں دنیا کا ذکر نہیں کیا۔ امام مجتہد صاحب مذہب امام شافعی کے شاگرد اور تمام محدثین کے استاد ہیں۔ دس لاکھ احادیث حفظ تھیں۔ حاکم وقت نے ایک دینی مسئلہ میں بہت کوڑے لگائے شلوار کا کمر بند ٹوٹ گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا لب ہلائے تو شلوار اوپر تھی۔ بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھا حال پوچھا، بولے اللہ تعالیٰ نے فرمایا احمد تو ہمارے دین کے بارہ میں پیٹا گیا ہے۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا یہ میری ذات ہے دیکھو تمہارے لئے دیکھنے کی اجازت ہے۔

امام بیہقی کنیت ابوبکر نام احمد بن الحسین فقہ و حدیث و تصانیف میں اپنے زمانہ کے یکتا، صاحب مستدرک حاکم کے شاگرد ۳۸۴ھ میں ولادت اور ۴۵۸ھ میں وفات ہوئی۔ چوہتّر سال عمر پائی۔ نیشاپور کے قریب بیہق نام آبادی کے رہنے والے تھے۔

حل الفاظ

یجزئ کافی ہوتا ہے کسی دوسری بات کی حاجت نہیں۔ یعنی دوسروں کو ضرورت نہیں رہے گی۔

الجماعۃ انسانوں کا مجموعہ مگر پہلے لفظ سے بقرینہ اذا مرّوا گذرنے والی جماعت مراد ہے۔ اور دوسرے لفظ سے وہ جماعت مراد ہے جس پر یہ لوگ گذریں یعنی بیٹھے ہوئے لوگ۔ چنانچہ ابوداؤد کی حدیث میں یہ لفظ ہیں وَ یُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ یَّرُدَّ اَحَدُھُمْ تو بیٹھے ہوؤں کو یہ کافی ہے کہ اُن میں سے ایک جواب دے دے۔

تشریح

سلام کرنا سنت ہے۔ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت علی الکفایہ ہے کہ مجمع میں سے ایک بھی کر لے گا۔ تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو گئی۔ کسی نے نہ کیا تو سب تارک سنت ہوئے اور سلام کا جواب دینا بالاتفاق واجب ہے۔ لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بھی واجب علی الکفایہ ہے ایک نے بھی جواب دے دیا تو سب ترک واجب سے بچ گئے۔ ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ اور چونکہ احکام کفایہ پر سب کا عمل کرنا افضل ہوتا۔ اس لئے سب کا سلام کر لینا یا سب کا جواب دے دینا افضل ہوگا۔ لیکن ان لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اور ان پر جواب بھی واجب نہ ہوگا۔ جو کھا رہا ہو یا پی رہا ہو، جماع میں مشغول ہو، پاخانہ میں یا حمام میں ہو۔ یا کسی گناہ میں یا ستر کھلا ہو۔ خطبہ کے وقت کسی کو بھی جو عبادت میں مشغول ہو اگر خالی گھر میں جائے تو یوں سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ (بخاری ادب المفرد)۔ گھر میں گھر والوں کو سلام سنت ہے۔ اگر کسی کے متعلق گمان غالب ہے کہ وہ جواب نہ دے گا تو بھی سلام کرنا سنت اور ثواب ہے۔

فضیلت جہاد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ تمام اعمال میں افضل کون سا عمل ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا۔ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا حج مبرور۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا (یا رسولؐ اللہ!) لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ مسلمان جو گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

○

سرِ کفر توڑنا ہے مجھے اے خدا عطا کر
کسی غزنویؒ کے بازو کسی غزنویؒ کی باہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۱۱
شمارہ ۲۴

۳ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ
بمطابق
۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

فون نمبر
۶۷۵۴۵

زیرِ نظر شمارہ مکمل ہو چکا تھا اور ہم اداریہ لکھنے کے لئے قلم بدست تھا کہ ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب مضطر صاحب گجراتی تشریف لے آئے اور اپنے یہ اشعار جو باشندگانِ پاکستان کی دلی آواز اور ان کے جذبات کے آئینہ دار ہیں خدام الدین میں اشاعت کے لئے عطا فرمائے۔ ان اشعار کو عوام کے دلی جذبات کی ترجمانی تصور کرتے ہوتے اسی صفحہ پر اداریہ کی جگہ ہدیۂ قارئینِ کرام کیا جا رہا ہے۔

—— ایڈیٹر

پاکستانی عوام کا پیغام

جناب مضطر گجراتی بی، اے

جمہوریہ ترکیہ کے نام

رہِ مساوات و حرّیت میں تمہارے اونچے نشاں رہیں گے — زمیں پہ زندہ رہو گے جب تک زمین پر آسماں رہیں گے
ہزار سالہ روایتیں دے رہی ہیں پیہم ثبوت اس کا — تمہارے بازو رہے ہیں کعبہ کے پاسباں، پاسباں رہیں گے

ایرانی عوام کے نام

رہینِ اسلام ہیں ہمارے تعلقاتِ برادرانہ — ہم آپ یوں ایک دوسرے کی حیات کے ترجماں رہیں گے
ضرورتاً ہم اٹھیں گے اُن کی جلو میں موجِ ثبات بن کر — ہمارے ہمدوش ہر مصیبت میں پہلوی حکمراں رہیں گے

جمہوریہ انڈونیشیا کے نام

عمیق ہمدردیوں سے زخمی دلوں پہ رکھے ہیں پھاہے تم نے — تمہارے دامن سحاب بن کر تپش میں سایہ کناں رہیں گے
عجیب ہے جذبۂ اخوت کہ جس کی تاثیر کی بدولت — نظامِ اسلامیانِ عالم کے دائرے بیکراں رہیں گے

جمہوریہ چین کے نام

تمہارے اعلانِ حق کے منت گذار ہیں ہم صمیمِ دل سے — جو ازرہِ دوستی دئے ہیں پیام، حفظِ زباں رہیں گے
تمہارے الفاظ نے ہمارے وطن کے گرما دئے ہیں سینے — ہمیں یقیں ہے ہم اس جہادِ عظیم میں کامراں رہیں گے

ممالک عربیہ کے نام

ازل سے آئے ہیں ہم مذاقِ خودی و رنگِ ثبات لے کر — ہمارے دل مشکلوں میں گھر کر جواں رہے ہیں جواں رہیں گے
خدا نے چاہا تو ہم کو سر پہ بٹھلائے گا ایک دن زمانہ — جو حق و انصاف کے ہوں داعی کسی پہ کیونکر گراں رہیں گے

جمہوریہ فرانس کے نام

جو دل نوا سنجِ حرّیت ہیں، خموش ہوتے ہیں کب کسی سے — یہ سازِ آتش فشاں رہے ہیں یہ سازِ آتش فشاں رہیں گے
پڑی تو ہوں گی تمہارے کانوں میں اہلِ کشمیر کی صدائیں — جو تم بھی اپنی صدا ملا دو تو شکر یہ بر زباں رہیں گے

الجزائر کے نام

تمہیں نے توپوں کے منہ پہ برسوں کیا ہے رقصِ مجاہدانہ — تمہارے کردارِ غازیانہ پہ دنگ اہلِ جہاں رہیں گے
تمہارے نعروں سے کارزارِ حیات کو روشنی ملے گی — تمہارے قدموں میں جنتوں کے لطیف چشمے رواں رہیں گے

برطانوی مدبّرین کے نام

جو زندگی درد کی صدا پر تڑپ نہ اُٹھے وہ زندگی کیا — جو ہاتھ کانٹے بکھیرتے ہیں وہ پھول پر بھی گراں رہیں گے
قدم قدم عشوہ کاریاں ہیں، روش روش سحر باریاں ہیں — اگرچہ یہ پردہ داریاں ہیں تو آپ کب تک نہاں رہیں گے!

جمہوریہ امریکہ کے نام

تمہی نے گہرا فریب ہم کو دیا ہے جھوٹی تسلیوں سے — تمہاری بے نام سازشوں پر گواہ کون و مکاں رہیں گے
تمہاری بھارت نوازیوں نے وہ دوستی کا بھرم بھی کھویا — تمہاری تاویل سے تمہارے حلیف بھی بدگماں رہیں گے

ملائشیا کے نام

بڑا تعجب ہے اہلِ ایماں صنم گروں کی زباں میں بولیں — مگر ہمیں دیکھنا ہے کب تک بتوں کے وہ ہمزباں رہیں گے
حرم پرستوں کی ہمنوائی ضرور کرنی پڑے گی اُن کو — ثبوتِ دعویٰ اگر نہ دیں گے تو حق کے دعوے کہاں رہیں گے

جمہوریہ یوگوسلاویہ کے نام

ہمیں کچھ ایسی نہ تھیں امیدیں بڑی بڑی طاقتوں سے لیکن — خبر نہ تھی یہ کہ آپ بھی صدق و کذب کے درمیاں رہیں گے
کمال یہ ہے کہ بھارتی فلسفہ کے چکر میں آ گئے تم — ملال یہ ہے کہ اس کے پرچے یہاں رہیں گے نہاں رہیں گے

★

مجلس ذکر

۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

نماز اور قربانی

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

ترجمہ : کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوئے۔ نماز اور قربانی کا خصوصیّت سے ذکر کرنے میں مشرکین پہ جو بدنی عبادت اور قربانی غیراللہ کے لئے کرتے تھے صریحاً رَد ہو گیا۔

بزرگانِ محترم! ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر توحید و تفویض کی راہ اختیار کرنی چاہئے اس آیت کا واضح مقصد یہی ہے کہ اے مسلمانو! تم دین میں شرک کا شائبہ تک اپنے نزدیک نہ آنے دینا تم ملّتِ ابراہیمی کے متبع رہو۔ اور عبادت کرو تو فقط الٰہ العالمین کی ـــــ قربانی دو تو صرف اُسی کو ـــــ زندہ رہو تو محض اُسی کی خاطر، تمہارا ہر کام اُسی کے لئے ہو۔ حتیٰ کہ مرو تو محض اُسی کے راستہ میں ـــــ اور فرمانبرداری میں اوّلیت حاصل کرنے کی کوشش کرنے میں رہو۔

کل کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں۔ لہٰذا جو کچھ کرو خدا ہی کے لئے کرو۔ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا تو اس میں بھی یہی تصریح کی گئی کہ قتال کرو تو فقط اللہ کی راہ میں کرو۔

وَ قَاتِلُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ۔

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں لڑو۔ اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔

اندازہ فرمائیے! یہ قید کتنی اہم اور تاریخ محاربات عالم میں کس قدر انقلاب آفرین ہیں۔ مسلمان اور غیر مسلم کا فرق یہی ہے کہ غیر مسلم زر، زمین یا زن کے لئے لڑتا ہے اور یہی جذبہ جب اجتماعی صورت اختیار کر جاتا ہے تو لڑائی زیادہ سے زیادہ قوم اور وطن کے لئے ہو جاتی ہے۔ لیکن مسلمان کی لڑائی جب کبھی اور جن حالات میں ہوتی ہے فقط اللہ کے لئے ہوتی ہے اور یہ خصوصیت صرف اسلامی جہاد ہی کو حاصل ہے۔ کہ یہ کفر کو مٹانے اور اسلام کو بلند کرنے کے لئے ہوتا ہے دین حق کی حمائت و نصرت میں ہوتا ہے، مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے ہوتا ہے، غرض خودی کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اسلامی جہاد نفس کے لئے، قبیلہ کے لئے یا کسی اور جاہلی عصبیت کے جھنڈے کے نیچے نہیں ہوتا۔ بلکہ خالصتہً فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ یعنی دینِ اللہ کے اعزاز کے لئے ہوتا ہے۔ اب ہم ہندوستان کے خلاف جو جنگ لڑ رہے ہیں اور یہ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ تو یہ بھی اسی صورت میں جہاد ہے کہ ہم مسلمانوں کی حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور مظلوم کشمیری مسلمانوں کی حمائت میں لڑ رہے ہیں۔ اگر مسلمان باقی رہیں گے تو اللہ کا دین بھی باقی رہے گا۔ اور اسی لئے موجودہ جنگ بھی جہاد ہے۔ جس کی وجہ سے تمام علماء نے پاکستان کو ایک مسجد کے حکم میں قرار دیا ہے اور اس کی حفاظت فرضِ عین ٹھہرائی ہے۔

پس اے برادران عزیز! ہمیں جنگ کی مادی تیاریوں کے ساتھ ساتھ اُن روحانی تیاریوں کا بھی پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ جن کے سبب سے اللہ کی نصرت نازل ہوتی ہے۔ اور کامیابی و کامرانی قدم چومتی ہے۔ ہم نے اب تک اٹھارہ سالہ غفلت کی زندگی گذاری ہے۔ لیکن اللہ جل شانہٗ نے ہم نام کے مسلمانوں کی بھی لاج رکھی ہے۔ اور ہماری امداد و نصرت فرمائی ہے اور اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ اگر ہم کام کے مسلمان ہوتے تو اللہ تعالےٰ ہماری کس درجہ دستگیری فرماتے۔ ع

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

تاہم یہ اللہ کا بہت بڑا احسان و کرم ہے کہ اس نے ہم گناہگاروں کی بھی اپنے فضل سے دستگیری کی اور ہم سے کئی گُنا قوی دشمن کو شکست و ناکامی سے دوچار کیا اور کافروں کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اب ہمیں چاہئے کہ اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے تمام مادی و روحانی وسائل و ذرائع کو کام میں لائیں اور دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر گھڑی تیار رہیں اور جب تک وہ کیفر کردار تک نہیں پہنچ جاتا ایک پل بھر بھی دم نہ لیں۔ ہر شخص اللہ رب العزت کی زیادہ سے زیادہ یاد کرے۔ جنگ کے زمانے کے اوراد و وظائف جو احادیث میں منقول ہیں، معمول بنائے، شہری دفاع اور فسٹ ایڈ کی تربیت حاصل کرے اور ان کے ساتھ جہاں تک ہوسکے فوجی تربیت بھی حاصل کرے تاکہ وقت پر یہ پاکستانی فوج کا دست و بازو بن سکے ـــ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو پاکستان بننے کے

۲۶ ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۲ ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

مال و عیال کی محبت میں مبتلا ہو کر جہاد سے جان بچانا ہلاکت ہے

اور

باطل پرستوں کے مقابلہ پر ڈٹے رہنا یا شہید ہو جانا اصل زندگی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۤءُ وَالضَّرَّاۤءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

(پ ۲ - س البقرہ - آیت ۲۱۴)

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے جو ان لوگوں کو پیش آئے۔ جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی اور ہلا دئے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے بول اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب ہو گی — سنو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

بزرگان محترم!

مذکورہ بالا آیت میں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ فلاح و کامیابی حاصل کرنے کے لئے انسان کو سختیوں، مصیبتوں اور مشکلوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مشقت جھیلے بغیر اور امتحان سے گذرے بغیر کامیابی کی امید رکھنا درست نہیں ہے۔ سب سے بڑی کامیابی اور بھلائی جنت ہے اور یہ نعمت عظمٰے محنت کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی — بھلائی اور جنت کی راہ اس لئے کٹھن بنا دی گئی ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ عاشق صادق کون ہے اور کس کس مدعی دل کا اس کی طلب اور تڑپ سے فی الواقعہ بے قرار ہے؟

یاد رکھئے!

جسے خدا و رسول کے فرمودات پر یقینِ کامل ہو گا، جس کا دل نشۂ عشقِ الٰہی اور محبتِ نبوی سے سرشار ہو گا، اور جسے جنت کی حقیقی جستجو ہو گی وہ ان تمام طاقتوں کو جو اللہ تعالےٰ نے اُسے بخشی ہیں کام میں لا کر اس مقصدِ عزیز کے حصول کی پوری پوری کوشش کرے گا۔ اور وہ ہر آن اپنی ہر متاع قربان کرنے کے لئے تیار رہے گا۔ مزید برآں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ کٹھن راہ سے گذر کر اپنے مقصود کو پائیں گے انہیں ہی اس کی صحیح قدر ہو گی۔ کیونکہ سختیوں اور تکالیف کے بعد ہی آرام و عافیت کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مومن ہونے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ تم نے ایمان کا اقرار کر لیا اور تم جنتی ہو گئے بلکہ ضروری ہے کہ اُن تمام آزمائشوں میں ثابت قدم رہو جو تم سے پہلے حق پرستوں کو پیش آ چکی ہیں اور تمہیں بھی پیش آئیں گی۔ اللہ تعالےٰ حق کی راہ پر چلنے والوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ یہ اس کا وعدہ ہے۔ اور اس کی مدد حق پرستوں کو پہنچ کر رہتی ہے لیکن اس امداد کا ایک مقررہ دستور ہے۔ پہلے آزمایا جاتا ہے اور جب مومن پورے صبر اور ثابت قدمی سے حق پر جمے رہیں تو بالآخر کامیابی انہیں کی ہوتی ہے۔ اور خداوند قدوس و قہار اُن کے دشمنوں کو تباہ اور ذلیل و خوار کر کے رکھ دیتا ہے۔

محترم حضرات!

آپ سب جانتے ہیں کہ ہم آج کل ایک مکار و عیار اور باطل پرست طاقت سے نبرد آزما ہیں۔ ہماری فوجیں ہر محاذ پر دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہیں اور ہم اللہ کے فضل و کرم سے گذشتہ کئی معرکوں میں ہر میدان میں اپنے سے کئی گنا قوی دشمن کے دانت کھٹے بھی کر چکے ہیں لیکن ابھی تک ہمارا مقصدِ حقیقی حاصل نہیں ہوا۔ اور اصل فتنہ اپنے برگ و بار کے ساتھ تاہنوز باقی ہے اس لئے جہاد جاری ہے اور اس کے لئے تمام اہل ایمان کو اپنی سرگرمیاں پوری طرح جاری رکھنی چاہئیں۔ نیز جہاد کی راہ میں جو سختیاں بھی مسلمانوں کو برداشت کرنی پڑیں انہیں خندہ پیشانی

اور ثابت قدمی سے برداشت کرنا چاہئے۔

فتح ہماری ہوگی

ہم بحمد اللہ تعالےٰ حق پر ہیں اور باطل کی سرکوبی کے لئے میدان میں اُترے ہیں اور اس لئے ہمیں یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ فتح بالآخر ہماری ہی ہوگی۔ اللہ جل شانہٗ ہمارے دشمنوں کو ہر محاذ پر ذلیل وخوار اور ناکام و نامراد کرے گا لیکن یہ بھی ناگزیر ہے۔ کہ ہمیں قربانیاں دینی ہوں گی، مال و متاع اللہ کی راہ میں وقف کرنا پڑے گا، حق تعالےٰ شانہٗ کی رضا کی خاطر جانؔ و اولاد کی بازی لگانی ہوگی اور ایمان و عمل کی راہوں سے گذر کر منزلِ مقصود پر پہنچنا ہوگا، اگر ہم ثابت قدم رہے ہمارا بھروسہ اللہ رب العزت پر رہا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اللہ کی نصرتیں ہمارا ساتھ نہ دیں اور ہمارے دشمن خائب و خاسر نہ ہوں۔

یاد رکھئے کہ کامیابی ہمارے لئے مقدّر ہو چکی ہے اور فتح و ظفر اللہ رب العزّت کے فضل و کرم سے ہمارے قدم چومے گی مگر شرط صرف اتنی ہے۔ کہ تم ہر اعتبار سے ثابت قدم رہو اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ جان و مال اور اولاد کی محبت سے بے نیاز ہو کر آگے بڑھنا ہی اس طریق کی پہلی منزل ہے ؎

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سَر
در طریقِ عشق اوّل منزل است

پس اے برادرانِ عزیز! آپ تیار ہو جائیں اور جان لیں کہ یہ سب چیزیں جان و مال اور اولاد ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں ان سب چیزوں کو قربان کر دینے کا جذبہ رکھنا مومن کامل کی پہلی نشانی ہے اور یہی وہ جذبۂ ایثار و قربانی ہے جس نے ہمارے اسلاف کو ہر میدان میں کامیاب و کامگار رکھا۔

حضرت خالدؓ کا جذبۂ جہاد

قیس بن ابی حازم رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات کہ میرے گھر نئی دُلہن آئی ہو اور اس سے مجھے الفت بھی ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت بھی اُس رات میں دی گئی ہو میرے نزدیک اتنی محبوب نہیں جتنی کہ وہ رات ہے جس میں ایسی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جما دینے والی ہو اور میں مہاجرین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو۔

حضرت ابوذر غفاریؓ

فرماتے ہیں۔ جس نے سونے اور چاندی کو تھیلی میں بند کر دیا اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا یہ بروزِ قیامت چنگاری بنیں گے جن سے اُن کے مالک کو داغ لگایا جائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ جو سونا یا چاندی تھیلی میں رکھا گیا وہ اپنے مالک کے لئے چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ عزّ و جلّ کے راستے میں خرچ نہ کر دے۔

ارشاد حضرت ابو ایوب انصاریؓ

ابو عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص نے دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا اس کے حملہ سے صف منتشر ہو گئی ہم لوگوں کے ہمراہ حضرت ابو ایوبؓ انصاری بھی تھے۔ کچھ لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اپنے آپ کو اس شخص نے ہلاکت میں ڈال دیا —— اس پر میزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم (انصار) اس آیت (وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ) کے مطلب سے زیادہ واقف ہیں۔ یہ آیت ہم لوگوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپؐ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے، آپؐ کی امداد کی۔ جب اسلام ظاہر ہو گیا اور پھیل گیا۔ ہم انصاریوں کی جماعت جمع ہوئی۔ اور آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ کی صحبت سے مشرف فرمایا۔ اور ہمیں آپؐ کی نصرت کی توفیق دی۔ اسلام پھیل گیا، اہل اسلام کثیر ہو گئے۔ ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان والوں اور مال اور اولاد پر ترجیح دی۔ یہاں تک کہ لڑائی نے اپنے ہتھیار ڈال دئے۔ اب ہم لوگ اپنے اہل و عیال میں لوٹ چلیں اور بال بچوں میں چل کر رہیں۔ ہم لوگوں کی اس رائے کے بارے میں قرآن شریف میں یہ آیت اُتری۔ وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ —— لہٰذا ہلاکت مال و عیال میں اقامت گزینی اور ترکِ جہاد میں ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مال و اولاد اور خاندان والوں میں اقامت گزینی اور جہاد سے سے جان بچانا درحقیقت ہلاکت ہے۔ اور میدانِ جہاد میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو جانا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹے رہنا اصل زندگی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی راہ میں ہر قربانی کے لئے تیار رہنے اور ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!!

بقیہ: مجلس ذکر

بعد سے لے کر تا دمِ وصال پاکستانیوں کو یہی ہدایت فرماتے رہے کہ ان میں سے ہر شخص فوجی تربیت یافتہ اور اسلامی فوج کا سپاہی بننے کا اہل ہونا چاہئے تاکہ وقت آنے پر ملک کو بلا تنخواہ ایک بہت بڑی فوج مہیّا ہو سکے۔ اور اگر ہمارے سابقہ ارباب اقتدار نے اس آواز پر کان دھرے ہوتے تو آج یقیناً ملک کا ہر باشندہ فوجی سپاہی ہوتا اور ہمیں فوج کی قلت کا شائبہ تک بھی نہ گذرتا۔ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے اور ہر شخص اسلام اور پاکستان کا سپاہی نظر آئے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین و وطن کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے ملک کے ان جیالوں کی حفاظت فرمائے جو حق کی حفاظت کے لئے اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں اور اللہ کے بھروسہ پر ہر گھڑی دشمنوں کا منہ پھیر دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

قسط دوم

حضور پاکؐ ایک جرنیل کی حیثیت سے

محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل سکول

جنگِ احزاب

کے بعد کا مشہور واقعہ تحویل قبلہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کے دل میں زیارتِ کعبہ کا شوق اتنا ابھرا کہ وہ بیقرار ہو گئے۔ کعبہ کی عظمت وطن اور عزیز و اقارب کی کشش نے ان کے شوق کو اور بھی تیز کر دیا۔ چنانچہ حضور نبی کریمؐ عمرہ کی غرض سے نکلے لیکن مقام حدیبیہ پر مشرکین مکہ نے انہیں روک دیا۔ دراصل مشرکین خوف زدہ تھے اور جنگ کو ٹالنے کے بہانے تلاش کر رہے تھے وہ یہ سمجھتے تھے کہ عمرہ کی غرض سے مسلمانوں کا مکہ میں داخل ہونا فتح کے مترادف ہے۔ لہٰذا وہ لڑنے کی بجائے صلح پر رضا مند ہوئے۔ نامہ و پیام کے بعد حضورؐ بھی عہد نامے پر راضی ہو گئے مگر مشرکین مکہ کی شرائط اتنی سخت تھیں کہ مسلمان اسے شکست پر محمول سمجھنے لگے۔ خود اصحابہ کبار میں چہ میگویاں ہونے لگیں۔ لیکن حضور نبی کریم نے قریش کی جملہ شرائط قبول فرما کر خون خرابہ سے اجتناب کیا اللہ تعالیٰ کو یہ صلح اتنی پسند آئی کہ قرآن میں اسے "فتح مبین" قرار دیا ایسے واقعات کی حکمت کو نبوت کی چشمِ بصیرت ہی سمجھتی تھی۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ خود مشرکین مکہ نے ہی اس عہد نامہ کو توڑا۔ اور مسلمانوں کو مکہ فتح کرنے کا موقع ملا۔

جنگِ موتہ

اس کا نام موتہ اس لیے ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین مشہور سردار شہید ہوئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ شرجیل نامی ایک مشرک نے حضور کے ایک مبلغ حضرت عمرو بن حارث کو شہید کر دیا۔ حضور نے لشکر کشی کا حکم دیا۔ تو زید بن حارث کو اس کا کمانڈر مقرر کیا اور بڑے بڑے بہادر ان کی زیر کمان کر دیئے تاکہ خاندانی عصبیت ختم ہو جائے۔ فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفرؓ طیار ان کی جگہ لیں اور اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ مسلمانوں کی تین ہزار فوج نے غنیم کی دو لاکھ ٹڈی دل فوج کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس سے بظاہر مسلمان مایوس ہو گئے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی پُر جوش تقریر نے مسلمانوں کے اندر جوش پیدا کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہم دولت کے لئے نہیں لڑتے ایمان کے لئے لڑتے ہیں۔ اور ایمان پر لڑنے والا کثرت و قلت پر نہیں سوچتا۔ تھوڑے مخلص زیادہ بزدلوں سے اچھے ہیں۔ یاد رکھو مارے گئے تو شہید اور جنت انعام ہے اور اگر زندہ رہے، تو غازی اور غنیمت کا مال ہے۔

بس پھر کیا تھا مجاہدین نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور حملہ کر دیا۔ حضرت زیدؓ شہید ہوئے تو حضرت جعفر طیارؓ نے علم سنبھالا ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو منہ اور کہنیوں میں علم تھام لیا اور اس طرح دیوانہ وار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت پر حضور صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کو طیار کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے تو حضرت خالدؓ بن ولید نے کمان سنبھالی اور جنگی چالوں سے ایسا پلٹا دیا کہ باقی مسلمان سب بچ گئے۔ مگر مشرکین کا بہت نقصان ہوا۔ اسی جنگ کے بعد حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کا خطاب ملا۔

جنگ خیبر

حضور نبی کریمؐ کے ورود سے پہلے مدینہ میں یہود راج تھا۔ جن کا سردار رئیس المنافقین ابن ابیؓ تھا۔ حضورؐ کی عزت و عظمت کو دیکھ کر وہ جل بھن گیا۔ دراصل یہی یہودی مدنی زندگی میں سب شرارتوں کے محرک ثابت ہوئے تھے۔ رئیس المنافقین خیبر کے یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ ابھارتا رہا۔ اُدھر مشرکین مکہ کو بھی امدادی پیغام بھیجتا۔ چنانچہ حضور نے پہلے خیبر کے یہودیوں سے نپٹنا چاہا اور ان کے کئی قلعے یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ ایک قلعہ فتح نہیں ہوتا تھا تو اس کے لئے حضرت علیؓ کو منتخب فرمایا۔ جنہوں نے قلعہ فتح کر کے فاتح خیبر کا لقب پایا۔ اسی جنگ میں مرحب نامی مشہور پہلوان قتل ہوا۔ آپ نے قیدیوں سے نہایت اچھا سلوک فرمایا۔ اور غنائم کی مساوی تقسیم کی۔

فتح مکہ

صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مسلمان اور مشرکین کے حلیف قبائل بھی ایک دوسرے پر حملہ نہ کریں۔ لیکن مشرکین کے ایک حلیف قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے طرفدار قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ بنو خزاعہ کا سردار عمرو بن سالم حضور سے امداد کا ملتجی ہوا۔ چنانچہ اسی عہد شکنی کی بنا پر مکہ کی تیاری کا حکم دے دیا گیا۔ اسی دوران حضرت خالدؓ بن ولید بھی ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے فتح مکہ کی تیاری سے مشرکین بہت گھبرائے۔ کیونکہ انہوں نے خود عہد شکنی کی تھی۔ ابوسفیان چھپ چھپا کر مدینہ پہنچا اور سیدھا اپنی بیٹی ام المؤمنین جناب ام حبیبہؓ کے ہاں آیا تاکہ حضور سے

رسائی حاصل کر کے جنگ کو ٹالے۔ لیکن حضرت ام حبیبہؓ نے بستر تک اس کے نیچے سے نکال لیا۔ چنانچہ وہ مایوس واپس لوٹا ادھر حضور نے بھی دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ کا رُخ کیا ایک بے پناہ جذبہ سے سرشار تھے۔ مکہ کے قریب پہنچ کر بڑے بڑے الاؤ جلائے گئے۔ مسلمانوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ اور ان کی چمکتی تلواریں دیکھ کر مشرکین گھبرائے۔ چنانچہ ابوسفیان حضور نبی صلعم کی خدمت میں پیش ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت عباسؓ کی سفارش پر ابوسفیان کے مکان کو جائے پناہ بنا دیا گیا۔ حضور نبی کریمؐ مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت اسامہؓ بن زید آپ کے ردیف تھے۔ مکہ فتح ہو گیا حضور نبی کریمؐ نے بتوں سے مکہ کو پاک کیا۔ آذان و صلوٰۃ کے غلغلے بلند ہوئے اور فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔ حضور نبی کریمؐ نے کسی کی حق تلفی نہ ہونے دی۔ کلید بردار اور عہدیدار سب بدستور رکھے ام حکیمؓ کی سفارش سے عکرمہ ہندہ اور ابوسفیان بن اُمیہ جیسے جانی دشمن تک کو معاف کر دیا۔ غرضیکہ معافی عام کا اعلان ہوا۔ اور نبی کریمؐ نے اُن سب کو معاف کر دیا جو ہمیشہ درپے آزار رہتے تھے۔ مہاجرین حضرات اپنوں کے گلے لگے۔ اور مشرکین اتنے متاثر ہوئے کہ جوق در جوق اسلام میں شامل ہو گئے۔ عام طور پر فاتحین مفتوحہ علاقہ کو برباد کرتے ہیں پھر اگر دیرینہ دشمن کا علاقہ ہو تو تکا بوٹی اُڑا دیتے ہیں۔ لیکن یہاں کا نظارہ بالکل مختلف ہے بلکہ دشمنوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان مروت کا سا ایسا سلوک کیا۔ جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی گویا حضور نے جنگی تاریخ میں ایک فاتح کی حیثیت سے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا کہ جو آیا سب کو معاف کر دیا۔

جنگ حنین

کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

پارہ دسواں رکوع

ترجمہ:- مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے لڑائی کے بہت سے موقعوں پر تم کو کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔ جیسا کہ یوم حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنی اکثریت پر غرور تھا پھر وہ کثرت جب تمہارے کام نہ آئی اور باوجود کثرت کے تم شکست کھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنین کے دلوں پر تسلی نازل فرما کر فتح کے فرشتے نازل فرمائے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن اور ثقیف بدستور مسلمانوں سے جنگ آزما رہے۔ چنانچہ بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر طائف کی طرف بڑھا۔ طائف کے لوگ بڑے اچھے تیرانداز تھے انہوں نے تمام مرد و زن بچے بوڑھے باہر نکالے بلکہ جانور اور ریوڑ بھی ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے آئے۔ گھات سے اس قبیلہ کے لوگوں نے مسلمانوں پر اتنے تیر برسائے کہ مسلمانوں کا لشکر منتشر ہو گیا۔ مسلمان تتر بتر ہونے لگے لیکن نبی کریمؐ نے پکارا "میں نبی ہوں اور جھوٹ نہیں بولتا۔ اور میں ہی عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" اس آواز پر بہت سے مسلمان پلٹے اور اس طرح جم کر لڑے کہ غیبی فتح کی بدولت مسلمان کامیاب ہوئے۔ اگرچہ ابتدا میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا لیکن بعد میں مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے ان کا سپہ سالار مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ایسی نصرت عطا فرمائی کہ فتح کے ساتھ غنیمت کا بے شمار مال ہاتھ آیا۔ اس جنگ میں نہ صرف حضورؐ نے خود بڑھ چڑھ کر حملے کئے۔ بلکہ منتشر مسلمانوں کو بھی جمع کیا اور ان کے حوصلے بلند فرما کر شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ اتنا غنیمت کا مال آیا کہ وہ باغ باغ ہو گئے۔ اس موقعہ پر حاتم طائی کی بیٹی اور دائی حلیمہ کے خاندان کو بھی حسنِ سلوک سے نوازا گیا۔

جنگ تبوک

یہ جنگ رومی خطرہ کے پیش نظر لڑنا پڑی۔ ان دنوں قحط سالی تھی۔ گرمی کی شدت تھی پھلوں کی پختگی کا موسم تھا۔ اس لئے ظاہر میں نکلنا بڑا مشکل تھا لیکن منافقین کی سازش کو دبانے اور عیسائیوں کے خطرہ کو ٹالنے کے لئے حضور پاکؐ نے تہیہ کر لیا چنانچہ تیس ہزار مسلمانوں کو لے کر باہر نکلے لیکن کہیں مٹھ بھیڑ نہ ہوئی البتہ مسلمان مجاہدین نے اتنے اچھے اخلاقی اثرات چھوڑے کہ بہت سے غیر مسلم قبائل نے اسلام قبول کر لیا۔ اس دوہری کامیابی پر حضور نبی کریمؐ کا مدینہ منورہ میں شاندار استقبال کیا گیا۔

آخری لشکر کشی

حضور نے اپنے دستِ مبارک سے شام سرحدوں کی حفاظت کیلئے ایک لشکر مرتب فرمایا جس کے سردار حضرت اسامہؓ بن زید مقرر ہوئے اور بڑے بڑے اصحابہ ان کے ماتحت رکھے۔ چہ میگوئیاں ہوئیں۔ حضور نبی کریمؐ تک شکایات پہنچائی گئیں۔ مگر حضور نے اس تفخر اور عصبیت کو مٹانا تھا۔ چنانچہ آپ اپنے فیصلے پر ڈٹے رہے۔ حضور کے وصال کے بعد جب یہی لشکر جانے لگا تو پھر حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے اس نامزدگی پر کوئی بات کی تو جنابِ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میری مجال نہیں کہ حضور صلعم کے مقرر کردہ کمانڈر کو معزول کر سکوں بلکہ حضرت اسامہؓ کو گھوڑے پر سوار کر کے آپ پیدل رکاب تھامے چلتے رہے اور نصائح فرماتے رہے۔

الغرض حضور نے ایک جرنیل کی حیثیت سے بھی وہ کارہائے نمایاں فرمائے جس کو پڑھ کر بڑے بڑے فاتحین حیران رہ جاتے ہیں۔ آپ جنگ میں خود شامل ہوتے ہیں۔ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ جنگی چالوں سے واقف تھے لشکر کی حوصلہ افزائی فرماتے رہتے اور مقدور بھر کوشش کے

ضروری وضاحت

محترم المقام ماسٹر محمد امین صاحب کا جہاد پر ایک مضمون پچھلے دنوں ہدیۂ قارئین کیا گیا تھا اس میں انہوں نے جہاد کو صرف دفاعی جنگ قرار دیا تھا۔ جس کے متعلق حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے کلاچی سے ایک تحقیقی خط ارسال فرمایا ہے جو ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین خدام الدین کی خدمت میں من وعن پیش کیا جا رہا ہے۔ حضرت ماسٹر صاحب کا مضمون ایڈیٹر خدام الدین کی علالت کے باعث بلا تصحیح چھپ گیا جس کی وجہ سے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

مخدومی حضرت جانشین شیخ التفسیرؒ دامت معالیکم و بورکت ایامکم ولیالیکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خدا کرے مزاج سامی بصحت و جمعیت ہوں۔ اور گاہے ماہے دعوات مستجابہ میں ان دور افتادوں کو بھی یاد فرمایا کرتے ہوں۔ خدام الدین بابت یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء پیش نظر ہے۔ ص کالم اوّل کے آخر کی عبارت توجّہ طلب ہے۔ صاحب مضمون فرماتے ہیں:۔

"اسلام جنگ میں پہل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تمام اسلامی جنگیں دفاعی لڑی گئی ہیں چڑھائی کی پہل کہیں نظر نہیں آتی صرف دفاع دین اور انسانیت کی بھلائی کے لئے باعزّت اور امن کی حفاظت کے لئے جنگ کا جواز ملتا ہے اور ایسی جنگ کا نام جہاد ہے ورنہ ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین کے حساب سے گرفت کا اندیشہ ہے۔"

عبارت بالا محتاج تشریح نہیں ہے جارحانہ قتال کو جہاد قرار دینے کی نفی میں واضح ہے حالانکہ مسئلہ اپنی جگہ پر مفروغ عنہا ہے مدافعانہ جہاد کی طرح جہاد کی ابتداء بھی نہ صرف مشروع بلکہ مطلوب و مرغوب اور باعث اجر و ثواب ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اجلی الاحزاب عنہ الآن نغزوھم ولا یغزونا نحن نسیر الیھم۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۲۲

وقال صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ الخ

عموماتِ نصوص قرآنیہ بھی اسی کے متقاضی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون حرم اللہ ورسولہ الخ۔ وقال اللہ تعالیٰ: اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ ھو فرض کفایۃ ابتداء وان لم یبدؤنا واما قولہ تعالیٰ: فان قاتلوکم فاقتلوھم وتحریم فی الاشھر الحرام فمنسوخ بالعمومات کا قتلوا المشرکین حیث وجدتموھم یہ متن ہے اس پر شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:۔

فیجب علی الامام ان یبعث سریّۃ الی دارالحرب کل سنۃ مرۃ او مرّتین وعلی الرعیۃ اعانتہ الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیہ ...... ثم اعلم ان الامر بالقتال نزل مرتبا فقد کان صلی اللہ علیہ وسلم مامورا اولا بالتبلیغ والاعراض فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین ثم بالمجادلۃ بالاحسن ..... ثم اذن لھم بالقتال اذن للذین ..... ثم امروا بالقتال ان قاتلوھم فان قاتلوکم فاقتلوھم ثم امروا بہ بشرط انسلاخ الاشھر الحرم فاذا انسلخ الاشھر الحرم ثم امروا بہ مطلقاً وقاتلوا فی سبیل اللہ واستقر الامر علی ھذا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا پر اپنی تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے بانّھم ظلموا کے علّت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جو کافر ظالم نہ ہوں مگر اسلام کے زیر فرمان نہ ہوں وہ محل قتال نہیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اس علّت میں انحصار کی کوئی دلیل نہیں ... الخ ـــ بہرحال مسئلہ پر تفصیل سے بحث مقصود نہیں۔ صرف آنجناب کی توجّہ اس عبارت کی طرف مبذول کرانا مطلوب ہے۔ حضرت مرحوم و مغفور کے متعلق سنا گیا تھا کہ خدام الدین کے تمام مضامین قبل از اشاعت بالالتزام و بالاستیعاب مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے حضرتؒ کی اس سنّت کو باقی رکھنا ضروری ہے۔ آخر میں طلب دعا کی مکرر درخواست عرض خدمت ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت اقدس میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام

عبدالکریم عفی عنہ ۸ ج ۲ ۸۵ھ

مدرسہ تجوید القرآن، قصور کی

اپیل

مدرسہ تجوید القرآن مسجد میاں بوٹے والی کوٹ مراد خاں قصور ۱۴ر ستمبر کو قصور اور نواحِ قصور پر بھارتی درندوں کی انسانیت سوز بمباری کے باعث کئی سو مکانوں کے ساتھ بالکل تباہ ہوگیا ہے۔ اب تعلیمِ قرآن کو جاری رکھنے کے لئے مدرسہ کی تعمیرِ نو اشد ضروری ہے۔ چنانچہ ملک کے مخیّر، اہل ثروت اور اسلام دوست حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مدرسہ تجوید القرآن کوٹ مراد خان کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر عطیات یا زکوٰۃ وغیرہ ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

قاری محمد شریف قصوری

ناظم مدرسہ تجوید القرآن کوٹ مراد خاں قصور

دعائے مغفرت

حضرت تھانویؒ کے منظورِ نظر حضرت لاہوریؒ کے عاشق اور جانشینِ شیخ التفسیر کے محب ابوالمشتاق الحاج حضرت مولانا مرزا افضل بیگ صاحب دا الخطیب ٹنڈو ٹھورو، حیدرآباد (سندھ) کی زوجہ محترمہ کا ۲۱ر ستمبر کو انتقال ہوگیا۔ مرحومہ ایک عابدہ زاہدہ مومنہ تھیں اور زیارت حرمین الشریفین سے مشرّف ہو چکی تھیں۔ ادارہ خدام الدین حضرت مرزا صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین خدام الدین سے بھی درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ (ادارہ)

ایک ضروری اعلان

۱۔ تمام ماتحت مجالس ختم نبوّت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دستور کی دفعہ ۱۶ ضمن ۳ کے مطابق مرکزیہ جماعت کا انتخاب ۱۲ر شوال سے قبل ہونا لازمی ہے۔ اس لئے جن مجالس کے پاس فیس ممبری ختم نبوّت کی کاپیاں ہیں وہ پندرہ دنوں کے اندر بذریعہ ڈاک رجسٹری دفتر مرکزیہ میں روانہ کر دیں تاکہ ان کو نئی ممبرشپ کی کاپیاں روانہ کی جاسکیں۔ اگر کسی جماعت کی رسید بکیں پرانی واپس نہ آئیں تو ان کو نئی رسید بکیں روانہ نہیں کی جائیں گی اور پرانی رسید بکوں پر ممبرشپ قبول نہ ہوگی

۲۔ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ میں مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوگا۔ ماتحت جماعتیں اگر کوئی تجویز بھیجنا چاہیں تو وہ آخر رجب تک مرکزیہ کو روانہ کر دیں تاکہ مجلس شوریٰ کے منعقدہ اجلاس میں زیر غور و خوض ہوسکے۔

۳۔ نیز امیر مرکزیہ مجلس کی طرف سے دوسرے مکمل اعلان کا انتظار کریں۔

(مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان)

تبصــــــــرہ

ـــــــ حافظ نور محمد انور ـــــــ

نام کتاب : فیض الغفور
مرتب : مولانا محمد ادریس انصاری
ضخامت : ۴۰۸ صفحات کاغذ سفید سائز ۳۰×۲۰/۱۶
سرورق خوبصورت چار رنگہ
قیمت مجلد پانچ روپے علاوہ محصولڈاک
ناشر : ادارۂ تبلیغ اسلام جامع رئیس غازی محمد صادق آباد پاکستان

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری کی ذات گرامی علمی، دینی اور تبلیغی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں -آپ ایک بلند پایہ عالم، مقرر اور بہترین مصنف ہیں -آپ کی تصنیف شدہ کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں -**فیض الغفور** میں آپ نے نہایت اختصار کے ساتھ قرآن کریم، احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اقوالِ عارفین، احوالِ صالحین اور مسائل ضروریہ کو جو سالکینِ راہ و طالبینِ ذاتِ خداوندی کو اثنائے سفر میں پیش آتے ہیں اخذ و استنباط کر کے ایک خاص ترتیب سے جمع کرنے کی کوشش فرمائی ہے اقتباسات کے ساتھ اصل کتابوں کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ راہِ سلوک، تزکیۂ نفس اور تحلیۂ اخلاق کیلئے یہ کتاب بے حد مفید ہے

باب اوّل میں طریقت اور اس کے متعلقات باب دوم میں شریعت، حقیقت، توحید، مشاہدہ و احسان کے بیانات درج ہیں -آخر میں ولی کامل غوث الاعظم حضرت محی الدین ابوالعباس مولانا سیدنا احمد کبیر رفاعی الحسینی الشافعی قدس سرہ العزیز کی کتاب البرہان المؤید کے ترجمہ بنیان المشید کے منتخب شدہ ایک سو ننانوے نصیحتیں بھی درج کر دی گئی ہیں -جو سالکینِ راہِ طریقت اور ہر مسلمان کیلئے مشعل راہ ہوں کتاب و سنت کے بعد زیادہ تر کشف المحجوب مصنفہ امام الاولیاء حضرت گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ـــــ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کیمیائے سعادت اور عارفِ کامل سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس سرہ العزیز کی تالیف البرہان المؤید سے استفادہ کیا گیا ہے۔

صوفیائے کرام، پیرانِ عظام، سالکینِ راہِ طریقت اور ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از حد مفید ہے۔

تصحیح

۲۲ راکتوبر کے خدام الدین کے صفحہ ۱۰ پر کتاب غزوات مقدس کا اشتہار شائع ہوا ہے غلطی سے اس کتاب کی قیمت ۲ روپے درج ہو گئی ہے۔ اس کتاب کی قیمت ۲/۵۰ روپے علاوہ محصولڈاک ہے تصحیح فرمالیں

نام کتاب : تذکرۃ المفسرین جلد اوّل
مرتبہ : مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب
صفحات : ۱۹۴ ـــ قیمت تین روپے
ملنے کا پتہ : دارالارشاد-کیمبل پور

اس کتاب میں پہلی صدی کے مفسرین سے لے کر دسویں صدی کے مفسرین تک کے حالات درج ہیں۔ ہر مفسّر کا جامع اور مختصر تعارف کرایا گیا ہے کہاں پیدا ہوئے، کہاں وفات ہوئی اور کون سی تفسیر لکھی۔ تین سو پچاس مفسرین کے تذکرے پر یہ کتاب مشتمل ہے۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں-آپ کی ذات گرامی علمی، ادبی اور دینی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں-آپ نہ صرف عالمِ دین ہیں بلکہ ایک بلند پایہ مصنف بھی ہیں-بیسیوں کتابیں آپ تصنیف کر چکے ہیں -"تذکرۃ المفسرین" کو آپ نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے -اس کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے ہوتا ہے -

"آج تک اس مبارک طبقہ کے حالات اجتماعی شکل میں کسی مفصل تاریخ یا مجمل تذکرہ کی شکل میں مدوّن نہ ہوئے۔ مولانا ابوالخیر کے متعلق ہے کہ انہوں نے طبقات المفسرین پر مفصل کام کیا ہے مگر وہ تذکرہ صرف تذکرہ ہی کی شکل میں ہے خارج میں آج اس کا وجود نہیں البتہ امام جلال الدین سیوطی اور ان کے شاگرد محمد بن علی داؤدی نے طبقات المفسرین کے موضوع پر قلم اٹھایا جو نایاب ہونے کے علاوہ صرف ۱۲۴ مفسرین کے اسماء اور ان کی تاریخ وفات پر مشتمل ہے۔"

حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے اس کتاب میں جہاں تین سو پچاس مفسرین کا تذکرہ کیا ہے وہاں آپ نے اجمالی فہرست کتب کے علاوہ ان شہروں کا تعارف بھی کرایا ہے جہاں جہاں مفسرین حضرات پیدا ہوئے -اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی اس محنت کو قبول فرمائے -

ملک کی تمام لائبریریوں، دینی مدرسوں اور ہر پڑھے لکھے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

بقیہ حضور پاک ایک جرنیل کی حیثیت سے

بعد دُعا بھی کرتے - پھر نصرت الٰہی بھی نازل ہو جاتی - مفتوحہ علاقہ میں کوئی زیادتی نہ فرماتے - بچے بوڑھے عورتیں جوان مریض سب کے لئے رحمت بنتے بلکہ دشمن مجرم اور کفار پر بھی مرحمت فرماتے۔

دعائے صحت

عزیزم حامد محمود بی اے مغلپورہ افواج پاکستان کی اعزازی خدمت سرانجام دیتے ہوئے ایک حادثہ کا شکار ہو گئے اور ان کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے ریلوے ہسپتال میں زیر علاج ہیں - احباب صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں-اللہ تعالیٰ شفا دے -آمین !

(عبدالحئی عابد)

انتقال پُر ملال

حلقۂ احباب میں یہ خبر انتہائی رنج والم سے سنی جائے گی کہ ملک کے مشہور و معروف مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب ہموکی خطیب جامع مسجد وجھہ ضلع سرگودھا مورخہ ۲۶ رجمادی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ رستمبر ۱۹۶۵ء کو اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف رحلت فرما گئے- انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون - دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے -آمین !

شریکِ غم قاضی مسعود الحسن کلورکوٹ

بچوں کا صفحہ

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالہادی عصر لاہور

محبت کا بناتِ خود کوئی وجود نہیں یہ عاشق اور محبوب کے درمیانی تعلق کو کہا جاتا ہے۔ محبت عقل کی غلام نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ عقل سے بالاتر چیز ہے۔ کامیاب عاشق وہی قرار دیا جا سکتا ہے جو محبت کی راہ میں حائل ہونے والی تمام مشکلات کا باآسانی مقابلہ کر کے اپنی محبت کو سچّا کر دکھائے اور جو شخص ان رُکاوٹوں ہی میں ناکام رہ جائے۔ اُسے کامیاب نہیں کہا جا سکتا۔ محبت میں کامیابی کے لازوال نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں دیکھئے۔ انہوں نے محبت کی راہ میں اپنا تن، من، دھن غرض سب کچھ قربان کر دیا اور لافانی محبت کی وہ یادگاریں قائم کیں جو رہتی دنیا تک نشانِ راہ رہیں گی۔ محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کے لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند واقعات پیشِ خدمت ہیں۔ جو صاف ظاہر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو کس قدر محبت تھی۔

جنگِ یمامہ میں (غالباً حضرت زید بن حضرت ثابت رضؓ) کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ بن حارث کی سرکردگی میں ایک فوج تیار کر چکے تھے۔ یہ فوج ابھی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا آپؐ کے وصال کے بعد ہر طرف فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ان کو فرو کرنے کے لئے اس فوج کی سخت ضرورت تھی۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فوج کے روانہ ہونے کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کرامؓ کو علم ہوا تو چند جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور غالباً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپؓ اس فوج کو مہم پر نہ بھیجیں جبکہ مدینے میں اس فوج کی سخت ضرورت ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ جس فوج کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود روانہ کر چکے ہوں۔ ابوبکرؓ کو کیا حق حاصل ہے کہ اُس کو جانے سے روکے۔ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سالارِ فوج کو بدل دو اور مدینے کے کسی بڑے آدمی کو مقرر کرو۔ آپؓ سخت برہم ہوئے اور فرمایا۔ جس صحابیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سالارِ فوج مقرر کر گئے ہوں ہمیں اُسے ہٹانے کا حق حاصل نہیں۔ چنانچہ یہ فوج حضرت زیدؓ بن حارث ہی کی سرکردگی میں روانہ کی گئی۔

حضرت عمر فاروقؓ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپؓ نے باہر دو اشخاص کو اونچی آواز میں گفتگو کرتے سنا۔ آپؓ فوراً اس طرف آئے ہاتھ میں دُرّا تھا۔ آپؓ ان کو مارنے ہی لگے تھے کہ ایک دم رُک گئے اور پوچھا کہ "کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "ہم دور دراز علاقے سے آئے ہیں۔" آپؓ نے فرمایا "اگر تم یہاں کے رہنے والے ہوتے تو مَیں آج تمہیں دُرّے سے مارتا۔ تمہیں معلوم نہیں کہ قریب ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ آرام فرما ہیں اور تم شور مچا رہے ہو۔"

حضرت خالد بن ولیدؓ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی ٹوپی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک رکھے ہوئے تھے۔ اور ہر جنگ میں وہ ٹوپی پہنے رکھتے تھے اور کبھی بھی شکست نہ کھائی۔

یہ غلط کہ کام آئے تیری عقل مصلحت بیں
کہ حنین و بدر و خندق ہیں جنوں کی جلوہ گاہیں

سرفروش

طالب حسین طالب

مجھے جان سے بھی ہے پیارا وطن
مَیں مالی ہوں اس کا یہ میرا چمن
لُٹا دُوں گا اس کیلئے جان و تن
مَیں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

چلوں گا سدا اپنے ایمان پر
کبھی حرف آیا جو قرآن پر
تو ہنس ہنس کے کھیلوں گا مَیں جان پر
مَیں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

جہاں جانتا ہے بہادر ہوں میں
مجاہد ہوں جرأت کا پیکر ہوں میں
شجاعت میں دنیا سے برتر ہوں میں
مَیں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

لُٹا دوں گا جان اپنی اسلام پر
جیئوں اور مروں گا اسی نام پر
گراؤں گا باطل کو ہر گام پر
مَیں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

مجھے ملک و ملّت سے طالب ہے پیار
وطن کے چمن سے نکالوں گا خار
کبھی کفر سے مَیں نہ مانوں گا ہار
مَیں اسلام کا ایک ہوں سرفروش

۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۵ء ۱۲ ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

اہل بیتِ نبویؐ

یہ عظمتوں کے نشانِ محکم، چراغ روشن ہدایتوں کے
مکارمِ انبیاء کے وارث، امین قدسی ولایتوں کے

شرافتوں کے عظیم پیکر، رضا و تسلیم کے نمونے
چھپا کے سینے میں رکھ لیا ہے، جنہیں مقاماتِ رنگ و بُو نے

نظر تقدس فروز ان کی، قدم فضیلت مآب ان کا
نہ پھول کلیاں نظیر ان کی، نہ چاند تارے جواب ان کا

تجلیاتِ الٰہیہ کی زمیں پہ، شانِ نزول یہ ہیں
حدیث یہ ہیں کتاب یہ ہیں[1]، فروع یہ ہیں اصول یہ ہیں

اُتر کے افلاک سے فرشتے، طواف کرتے ہیں ان کے گھر[2] کا
ملا ہوا ہے فرازِ سدرہ سے سلسلہ اِن کے بام و در کا

دوام بخشا ہے زندگی کو انہی مقدس شہادتوں نے
زمیں کو گردوں سے کر دیا ہمکلام ان کی عبادتوں نے

یہ نار پر اپنا ہاتھ رکھ دیں تو شکلِ نور اختیار کر لے
غبار پر ڈال دیں نگاہیں تو رنگِ طور اختیار کر لے

علومِ رحمانیہ کے سوتے انہی کے ہونٹوں سے پھوٹتے ہیں
انہی کے باطل شکن علم سے طلسمِ باطل کے ٹوٹتے ہیں

ملی ہیں جو رفعتیں، ملی ہیں انہیں جنابِ رسولؐ ہی سے
مہ و کواکب نے نور پایا ہے ان کے قدموں کی دھول ہی سے

نگاہِ انساں کب ان کے اوجِ مقام و منصب کو پا سکے گی
جو فکر سے بھی وراہوں پر دے نگاہ کیونکر اُٹھا سکے گی

جہانِ خاکی میں ذات ان کی شہود آرا اگر نہ ہوتی
کسی کو مضطر حقائقِ زندگی کی مطلق خبر نہ ہوتی

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ہدایت کی تھی کہ تم لوگ دین کا نصف حصہ عائشہؓ سے حاصل کرنا۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ قرآن، میراث، حلال و حرام، حدیث و فقہ، شعر و ادب، طب، عرب کی تاریخ اور ان کے حسب و نسب کا جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔
[2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ عائشہ صدیقہ میں مدفون ہیں اور ستر ہزار فرشتے قیامت تک اس آستانہ مبارک پر حاضری دیتے رہیں گے۔